سفر ہجرت اور عظمت صدیقؓ

تحریر = محمد رمضان جانباز سلفی

جب مکہ میں مسلمانوں پر کفار و مشرکین کے مظالم حد سے تجاوز کر گئے اور کفار نبی علیہ السلام کے قتل کی مجرمانہ قرار داد طے کر چکے تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے مدینے کی طرف ہجرت کا حکم دیا۔ اس اطلاع کے بعد نبی علیہ السلام سر ڈھانپے دوپہر کے وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے تاکہ ان کے ساتھ ہجرت کے سارے مرحلے اور پروگرام طے فرمالیں۔ ایک مسئلہ یہاں پر یاد رکھنے والا ہے کہ نبی علیہ السلام کی زندگی کے سب سے مقدس سفر دو ہیں ایک سفر آسمانوں کا اور ایک مدینے کا۔ آسمانوں کے سفر کے لئے نبی علیہ السلام نے جبرائیل کو رفاقت کے لئے منتخب کیا اور مدینے کے سفر کے لئے نبی علیہ السلام نے ابو بکر صدیق کو رفاقت کے لئے منتخب کیا۔ سبحان اللہ! آسمانوں پر جبرائیل سے پیارا کوئی نہیں ہے اور زمین پر صدیق سے پیارا کوئی نہیں ہے۔ وگرنہ آسمانوں پر سفر کے لئے اور بہت تھے اور زمین پر بھی سفر کے لئے اور بہت تھے۔ اس روز نبی کا اپنا گھرانہ موجود تھا' آپ کا قبیلہ بنو ہاشم موجود تھا' آپ کے چچا عباس موجود تھے' کہنے والے کہتے ہیں وہ تو اس وقت مسلمان نہیں تھے' وہ نہیں تو دوسرے چچا حمزہؓ تو موجود تھے جو مومن بھی تھے' مسلمان بھی تھے' نبی کے چچا بھی تھے' نبی کے دودھ شریک بھائی بھی تھے' بچپن کے دوست تھے' جوانی کے ساتھی تھے' وہ بھی موجود تھے اور نبی علیہ السلام کے چچا کے بیٹے علیؓ بھی تھے علی کے بڑے بھائی عقیل بھی تھے' یہ سارے تھے۔ کسی کو جانے کی خبر بھی نہیں تھی۔ خبر اس کو ملی جس پر سب سے زیادہ اعتماد تھا۔ اس کے گھر گئے اٹھایا فرمایا صدیق سب سے زیادہ مقدس سفر کا حکم ہوا ہے۔ وطن چھوڑنے کا' مال و دولت' گھرانہ' اپنی آبائی زمین اللہ کے لئے ہجرت سے زیادہ مقدس سفر کوئی نہیں۔ حضرت صدیقؓ فرماتے ہیں میرے لئے کیا حکم ہے آقا آپؐ نے فرمایا جس نے مجھے سفر کا حکم دیا ہے اسی نے مجھے تیری رفاقت کا بھی حکم دیا ہے صدیق کہنے لگے "**اللہ سمانی**" کیا اللہ نے میرا نام لے کے کہا ہے کائنات کے امام نے فرمایا ہاں عرش والے نے تیرا نام لے کے کہا ہے۔" (اقتباس تقریر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ)

شیعہ کتب کی گواہی:۔ اہل تشیع جو حضرت صدیقؓ کو نبی علیہ السلام کا ساتھی ہونے سے

انکار کرتے ہیں ان کی تفسیر میں اس آیت "**ثانی اثنین اذھما فی الغار**" کی تفسیر میں امام حسن عسکری فرماتے ہیں کہ ہجرت کا سفر مشکلات' ایذاؤں اور صعوبتوں کا سفر تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہجرت میں رفاقت سفر کے لئے نبی علیہ السلام کو فرمایا کہ ابو بکرؓ لائق ترین شخص ہیں چنانچہ انہیں ساتھ لے کر جائیے" اور مصنف حیات القلوب لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو حکم دیا کہ جناب ابو بکرؓ کو ساتھ لے جائیے (جلد ۲ صفحہ ۳۲۰) گویا سفر ہجرت میں صدیق اکبرؓ کا ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ (ماخوذ از مقام صحابہ از فیض عالم صدیقی رحمتہ اللہ علیہ) اور پھر رات کی تاریکی میں نبی علیہ السلام حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر نکلے پہاڑی راستہ تھا اور پھر بڑا ہی دشوار گزار پیدل چلنے سے نبی علیہ السلام کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے اور حضرت صدیقؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور غار ثور تک پہنچ گئے۔ غار میں داخل ہونے سے پہلے حضرت صدیقؓ نبی علیہ السلام سے کہنے لگے آقا آپ ذرا باہر ٹھہریں میں اندر جا کر پہلے غار کو دیکھ لوں کہ کہیں کوئی موذی چیز آپ کو نقصان نہ پہنچا دے۔ پھر صدیقؓ نے غار کو اچھی طرح صاف کیا اور جتنے سوراخ تھے انہیں اپنی چادر پھاڑ کر بند کیا اور پھر پوری طرح اطمینان کر لینے کے بعد نبی علیہ السلام کو غار میں تشریف لانے کو کہا غار میں نبی علیہ السلام حضرت صدیقؓ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے اور صدیقؓ نے اپنی ایڑھی اس کھلے سوراخ پر رکھ دی جو بند ہونے سے رہ گیا تھا اور پھر کالا آیا اس نے صدیق کی ایڑھی کو ڈس لیا ان کالوں کا کام ہی ڈنگ مارنا ڈسنا ہے موجودہ دور کا کالا بھی یہی کرتا ہے بہرحال درد کی شدت سے حضرت صدیقؓ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے مگر صدیق نے اپنی ایڑھی کو ذرا بھی جنبش نہ دی کہ کہیں نبی علیہ السلام کے آرام میں خلل نہ آجائے مگر جب آنسو نبی علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر گرے تو آپ کی آنکھ کھل گئی فرمایا صدیق کیا بات ہے؟ کہا آقا سانپ نے ایڑھی پر ڈس لیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے اپنا لب مبارک صدیق کی ایڑھی پر لگایا تو سب درد اور زہر کا اثر جاتا رہا۔ غار حرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقؓ تین رات تک رہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیقؓ کے غار ثور میں قیام کرتے ہی صدیق رضی اللہ عنہ کا پورا گھرانہ نبی علیہ السلام کی خدمت اور تابعداری میں مصروف ہو گیا چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت صدیقؓ کے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بڑے گھبرو' جوان' بڑے

چالاک اور ہوشیار تھے۔ رات کو جا کر غار میں ان کے پاس رہتے اور پچھلی سحر کے وقت چلے آتے۔ صبح کے وقت قریش کے لوگوں کے ساتھ مکہ میں صبح کرتے اس طرح جیسے رات مکہ ہی میں گزاری ہے اور دن بھر جتنی باتیں نبی علیہ السلام اور ابو بکرؓ کو نقصان پہنچانے والی سنتے وہ یاد رکھتے رات اندھیری ہوتے ہی غار میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کو سنا دیتے۔ (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۳ ص ۶۶۲) شیعوں کی ایک معتبر کتاب میں لکھا ہے کہ ابو بکرؓ کا بیٹا ہر روز شام کو کھانا اور پانی لاتا نبی علیہ السلام نے اسے فرمایا تو نہایت وفادار صاف اور شفاف ہے (غزوات حیدری ص ۶۶) ایک اور شیعہ مصنف لکھتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے صدیق اکبرؓ کے بیٹے کو فرمایا کہ وہ شخص جو باپ کی طرح صدق و صفا کا پیکر ہے (حملہ حیدریہ)

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ بکریاں چراتے رہتے اور جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا تو بکریاں لے کر ان کے پاس غار میں پہنچ جاتے اس طرح دونوں حضرات رات کو آسودہ ہو کر دودھ پی لیتے پھر صبح تڑکے ہی عامر بن فہیرہ بکریاں ہانک کر چل دیتے تینوں رات یہی کیا (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۶۶۲) (مزید یہ کہ) عامر بن فہیرہ' حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مکہ جانے کے بعد انہیں کے قدموں کے نشانات پر بکریاں ہانکتے تھے تاکہ نشانات مٹ جائیں (ابن ہشام جلد ۱ ص ۴۸۶) ادھر قریش کا یہ حال تھا کہ جب منصوبہ قتل کی رات گزر گئی اور صبح کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ تو ان پر گویا جنون طاری ہو گیا انہوں نے سب سے پہلے اپنا غصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اتارا انہیں گھسیٹ کر خانہ کعبہ تک لے گئے اور ایک گھڑی زیر حراست رکھا کہ ممکن ہے ان دونوں کی خبر لگ جائے (رحمتہ للعالمین جلد ۱ ص ۹۸) لیکن حضرت علیؓ سے کچھ حاصل نہ ہوا تو ابو بکرؓ کے گھر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا برآمد ہوئیں۔ ان سے پوچھا تمہارے ابا کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا بخدا مجھے معلوم نہیں کہ میرے ابا کہاں ہیں! اس پر کمبخت خبیث ابو جہل نے ہاتھ اٹھا کر اس کے رخسار پر اس زور کا تھپڑ مارا کہ ان کے کان کی بالی گر گئی (ابن ہشام جلد ۱ ص ۴۸۷) آخر کفار تلاش کرتے کرتے غار کے دہانے بھی پہنچے لیکن اللہ اپنے کام پر غالب ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھا سر اٹھایا۔ تو کیا

دیکھتا ہوں کہ لوگوں کے پاؤں نظر آرہے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے نبیؐ اگر ان میں سے کوئی شخص محض اپنی نگاہ نیچی کردے تو ہمیں دیکھ لے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ خاموش رہیں ہم دو ہیں جن کا تیسرا اللہ ہے (تیسر الباری شرح بخاری جلد ۴ ص ۷۷۴) ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں "**ماظنک یا ابا بکر باثنین اللہ ثالثھما**" ابو بکرؓ! ایسے دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے (ایضا" جلد ۳ ص ۵۲۷) حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک معجزہ تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو مشرف فرمایا چنانچہ تلاش کرنے والے اس وقت واپس چلے گئے جب آپؐ کے درمیان اور ان کے درمیان چند قدم سے زیادہ فاصلہ باقی نہ رہ گیا تھا۔

جب تین روز کی مسلسل اور بے نتیجہ دوڑ دھوپ کے بعد قریش کے جوش و جذبات سرد پڑ گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مدینے کے لئے نکلنے کا عزم فرمایا۔ عبداللہ بن اریقط سے جو صحرائی راستوں کا ماہر تھا پہلے ہی اجرت پر مدینہ پہنچانے کا معاملہ طے ہو چکا تھا۔ یہ شخص ابھی قریش کے دین پر ہونے کے باوجود قابل اعتماد تھا۔ اس لئے سواریاں اس کے سپرد کر دی گئی تھیں اور طے ہوا تھا کہ تین راتیں گزر جانے کے بعد وہ دونوں سواریاں لے کر غار ثور پہنچ جائے گا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر وہ سواریاں لے کر پہنچ گیا اور اسی موقع پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں افضل ترین اونٹنی پیش کرتے ہوئے گزارش کی آپؐ میری ان دو سواریوں میں سے ایک قبول فرمالیں۔ ادھر اسماء بنت ابی بکرؓ بھی زاد سفر لے کر آگئیں مگر اس میں لٹکانے والا بندھن لگانا بھول گئیں جب روانگی کا وقت آیا اور حضرت اسماءؓ نے توشہ لٹکانا چاہا تو دیکھا کہ اس میں بندھن ہی نہیں ہے۔ انہوں نے اپنا کمربند کھولا اور دو حصوں میں چاک کر کے ایک میں توشہ لٹکا دیا اور دوسرا کمر میں باندھ لیا اسی وجہ سے ان کا لقب ذات النطاقین پڑ گیا (مترجم بخاری جلد ۳ ص ۲۶۶) اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوچ فرمایا۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ علامہ ظہیر شہید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ "اگر سفر ہجرت کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اس دن صدیق سے آگے نہ تھا اگر کوئی ہوتا تو اس کو بتلاتے پھر یہ سفر معراج سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ رفاقت جبرائیل کی اور براق عرش والے کی (یہ

بات یاد رکھنی چاہیے) اور ہجرت کی رات کوئی چیز بھی نبی علیہ السلام کے پاس ایسی نہ تھی جو صدیق کی نہ ہو۔ ساتھ صدیق کا، اونٹنی صدیق کی، اونٹنی کی مہار تھامنے والا غلام صدیق کا، کھانا صدیق کے گھر کا، غار ثور میں تین دن بکریوں کا دودھ ابو بکر کی بکریوں کا اور سامان باندھنے کے لئے چادر کا ٹکڑا صدیق کی بیٹی کا اور اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کائنات کے سارے لوگوں کے احسانات کا بدلہ میں نے چکا دیا ہے لیکن صدیق کا بدلہ میرے عرش والے خدا کے سوا کوئی چکا سکتا ہی نہیں۔ کون چکائے اس سے آگے تو کوئی ہے ہی نہیں اور اسی لئے ہمیں صدیق سے پیار ہے"

- اتحادِ اُمت کیسے ممکن ہے؟
- شیعیت کا آغاز کہاں سے ہوا؟
- اُمتِ مسلمہ میں انتشار پھیلانے کی سازش کس نے کی؟
- ایران شیعیت کی آماجگاہ کیسے بنا؟
- شیعہ کے حقیقی عقائد کیا ہیں؟

یہ سب تفصیلات جاننے کیلئے امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی معرکۃ الآراء تصنیف

الشیعہ والسنہ اردو

کا مطالعہ بہت ضروری ہے

ناشر: ادارہ ترجمان السنہ
۷۵۔ شادمان — لاہور

ملنے کا پتہ: مکتبہ قدوسیہ
اُردو بازار — لاہور